استقبال رمضان

داعیٔ قرآن حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ
شائع کردہ:
جامعۃ الحرمین الاسلامیہ اتحاد ٹاؤن کراچی
فون 03000926470

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان کا مبارک مہینہ ہر سال آتا ہے اور چلا جاتا ہے مگر یہ ماہ مبارک ہمارے لیے کیا پیغام لیکر آتا ہے اور ہماری زندگی میں کیا انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے؟ بہت کم لوگ ہیں جو اس سوال پر غور کرنیکی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ ہم ان سطور میں اسی سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

رمضان المبارک اسلامی تقویم کا نواں مہینہ ہے اور اس کی امتیازی خوبیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ قمری سال کے بارہ مہینوں میں یہی ایک منفرد مہینہ ہے جسکا نام قرآن کریم میں مذکور ہے۔

شَہرُ رَمَضَانَ الذِیْ اُنْزِلَ فِیہِ القُرآن ترجمہ: ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم اتارا گیا'' (سورۃ البقرہ)

اسے عربی میں شہرُ رَمَضَان اور فارسی میں ماہِ رمضان کہتے ہیں۔ رمضان کا لفظ میم کے فتحہ کے ساتھ بولنا چاہئے بعض لوگ میم کے سکون کے ساتھ رمضان کہتے ہیں یہ غلط ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ اور فلسفہ

رَمَضَان (بفتح المیم) رَمْضَاء (بسکون المیم) سے ماخوذ ہے۔ عربی زبان میں رَمْضَاء کے دو معنی آتے ہیں:

۱۔ شدید گرمی اور تپش (تفسیر ابوالسعود ص۱۹۹۔ج۱)

۲۔ موسم بہار کی بارش (روح المعانی ص۶۰۔ج۱)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ رمضان کی مناسبت اس معنی کے ساتھ یہ ہے کہ جس طرح انتہائی درجہ حرارت اور تپش میں دھاتوں کو پگھلا کر ان کی میل کچیل اور کھوٹ کو علیحدہ کرکے خالص سونا چاندی اور صاف ستھری دھاتیں حاصل کی جاتی ہیں اسی طرح اس ماہ مبارک میں روزہ رکھکر بھوک پیاس کی شدت برداشت کرکے اور معاصی سے اجتناب کرکے روحانی صفائی اور گناہوں سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔ یا جس طرح موسم بہار کی پہلی بارش سے نباتات، درختوں اور پودوں کی کونپلیں، پتے اور پھول نکلنے لگتے ہیں اور مٹی اور گردوغبار سے صاف ہوکر درخت اور پودے ہرے بھرے نظر آنے لگتے ہیں اسی طرح رمضان کے مبارک مہینہ میں شب وروز کی عبادت اور وزہ وتراویح کے اہتمام سے ایمان وعمل میں تازگی اور رونق آجاتی ہے اور روحانی صفائی اور ایمانی ترقی سے اسلامی معاشرہ باغ وبہار بن جاتا ہے۔ (معمولی تصرف کے ساتھ تفسیر کبیر ص۸۳ ج۵)

رمضان شریف کی تمنا اور شوق

حضور نبی کریم ﷺ رمضان کی آمد کی تیاری بہت اہتمام سے فرماتے تھے اور اس مبارک مہینہ کے استقبال کیلئے بہت اشتیاق اور تمنا کا اظہار کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ شعبان کے مہینہ میں فرمایا کرتے تھے:

اللھم ھذا شعبان وبلغنا الیٰ رمضان ''اے اللہ! یہ شعبان ہے اور ہمیں رمضان تک پہنچادے'' یعنی اے اللہ! تونے ہمیں شعبان کا مہینہ نصیب فرماکر ہم پر احسان فرمایا ہے اب تو مزید فضل وکرم فرماکر ہماری زندگی میں اسقدر مہلت اور برکت عطاء فرما

دے کہ ہمیں جیتے جی رمضان کا مبارک مہینہ دیکھنا نصیب ہو جائے اور اس مہینہ کی روحانی بہاروں سے ہمیں لطف اندوز ہونیکی سعادت عطاء فرمادے۔

ایک روایت میں آتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے : شعبان شہری ورمضان شہر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اسکا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ شعبان میں دن کے روزے اور رات کی عبادت کا اہتمام نوافل کی حیثیت سے میں اپنے طور پر کرتا ہوں اور رمضان شریف کے روزے اور شب بیداری کا اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حکم دیا ہے۔

استقبال رمضان

حضور ﷺ رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ بھی سال کے مختلف ایام میں گاہے بہ گاہے نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ پیر اور جمعرات کا روزہ، شوال کے چھ روزے، اوائل ذی الحجہ کے روزے، محرم الحرام کے روزے اور اس کے علاوہ ہر ماہ میں ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔ مگر شعبان کے مہینہ میں جس کثرت و اہتمام کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔ اسکی مثال کسی دوسرے مہینہ میں نہیں ملتی آپ ﷺ شعبان کے اول کے روزے تو رکھتے ہی تھے بعض اوقات پورے شعبان کے روزے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : میں نے نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : میں نے حضور ﷺ کو شعبان و رمضان کے علاوہ اکھٹے دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (معارف السنن ص ۹۲ ج ٦)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں : حضور ﷺ آخری چند دنوں کے علاوہ پورے ماہ شعبان کے تمام دنوں کے روزے رکھا کرتے تھے بلکہ بعض اوقات تو ماہ شعبان کے تمام دنوں کے روزے رکھ لیا کرتے تھے۔ (ترمذی شریف)

شعبان میں حضور ﷺ کے بکثرت روزے رکھنے کی مختلف حکمتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ رمضان المبارک کے انوار و برکات سے مناسبت پیدا کرنے کیلئے آپ ﷺ ایک مہینہ پہلے سے روزے رکھنا شروع فرمادیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ فرماتے ہیں " : اس کے علاوہ رمضان کا قرب اور اس کے خاص انوار و برکات سے مزید مناسبت پیدا کرنیکا شوق اور داعیہ غالباً اسکا محرک ہوگا۔ اور شعبان کے ان روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے"۔ (معارف الحدیث ص ۱۵۵ ج ۴)

معلوم ہوا کہ شعبان کے مہینہ میں نفلی روزوں کے اہتمام سے رمضان المبارک کے ساتھ روحانی اور جسمانی دونوں اعتبار سے خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ روحانی مناسبت یہ ہے کہ رمضان کے فرض روزوں کے نتیجہ میں جو اعلیٰ درجہ کے انوار و برکات اور روحانی ترقی نصیب ہو سکتی ہے اس سے بھرپور استفادہ کرنے کیلئے شعبان کے مہینہ میں نفلی روزے رکھ کر ابتدائی مراحل طے کر لئے جائیں نیز فرض عبادت میں رہ جانیوالی کمی کوتاہی کو نفلی عبادت کے ذریعہ پورا کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا رمضان کے فرض روزوں میں رہجانیوالی کمی کوتاہی کو رمضان سے پہلے شعبان اور بعد میں شوال کے نفلی روزوں سے پورا کرکے جبر نقصان کر دیا جائیگا۔ اور جسمانی مناسبت یہ ہے کہ شعبان میں روزے رکھنے سے ایک معمول بن جائے گا اور روزہ کی اچانک ادائیگی میں جو گرانبازی اور گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے وہ ختم ہو کر انس اور اپنائیت میں تبدیل ہو جائیگی جس طرح ہوائی جہاز کو پرواز شروع کرنے سے پہلے مطار (Run Way) پر دوڑا کر پرواز کے ساتھ ایک گونہ مناسبت پیدا کی جاتی ہے !

رمضان شریف کی آمد اور حضور ﷺ کا خطبہ استقبالیہ

حضور ﷺ رمضان شریف کی آمد کا نہایت بے چینی اور شوق سے انتظار فرمایا کرتے تھے اور رمضان کے فضائل ومناقب بیان فرما کر صحابہ کرام کی ذہن سازی فرماتے اور انہیں رمضان کے استقبال کیلئے تیار فرماتے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا جس میں انتہائی موئثر اور جامع انداز میں رمضان المبارک کا تعارف کرایا اور اس مہینہ میں اعمال خیر کی کثرت کر نیکی ترغیب دی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا" : اے لوگو! تم پر ایک عظیم الشان اور مبارک مہینہ سایہ افگن ہوا چاہتا ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اسکی راتوں میں قیام کو ثواب کی چیز بنا دیا ہے۔ اس مہینہ میں نفلی عمل فرض کے برابر اور ایک فرض کی ادائیگی ستر فرضوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مؤمن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا باعث بن جاتا ہے اور اسکی جہنم سے آزادی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے برابر اسے ثواب بھی ملیگا اور اسکے ثواب میں کوئی کمی نہیں کیجائیگی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ! ہم میں سے ہر شخص روزہ دار کو افطار کرانیکی گنجائش نہیں رکھتا! (تو کیا غریب لوگ اس ثواب سے محروم رہیں گے !؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ کھجور کے ایک دانے، دودھ کے ایک گھونٹ یا صرف پانی پلا کر روزہ افطار کرانے پر بھی عنایت فرما دیتے ہیں !اور اگر کسی شخص نے روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلا دیا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ وہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس محسوس نہیں کریگا۔ اس مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے جو شخص اپنے غلام کی ذمہ داریوں میں تخفیف کردے تو اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرما کر اسے جہنم سے آزدی عطاء فرما دیں گے"۔

ابن خزیمہ کی روایت میں اسقدر اضافہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں چار کام کثرت سے کیا کرو۔ ان میں دو کام تو ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ تم اپنے رب کو راضی کرلوگے اور دو کام ایسے ہیں کہ ان کے بغیر تمہارے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے، جن دو کاموں سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ یہ ہیں: لاالہ الااللہ کی گواہی اور استغفار کرنا اور جن دو کاموں کے بغیر تمہارے لئے چارہ کار نہیں ہے وہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ سے جنت کی طلب کرنا اور جہنم سے پناہ مانگنا۔ (صحیح ابن خزیمہ)

اس مبارک خطبہ میں حضور ﷺ نے رمضان شریف کو۔ ا۔ عظمتوں والا۔ ۲۔ برکتوں والا۔ مؤمن کے رزق میں اضافہ والا ۔۳۔ صبر والا۔ ۴۔ ہمدردی وغم خواری والا مہینہ قرار دیا ہے۔

ماہ رمضان کی عظمت کا زار

ا۔ ماہ رمضان کی عظمت کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں لیلۃ القدر موجود ہے اور یہ اسقدر عظیم الشان رات ہے کہ اس ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل ہے اور اس کی عظمت کے بیان کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ القدر کے نام سے پوری ایک سورت نازل فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس رات کو عظمت اس لئے حاصل ہے کہ اس میں دستور انسانیت قرآن کریم نازل ہوا اور رمضان المبارک کی بڑائی اور خوبی یہ ہے کہ اس میں نزول قرآن کریم والی رات آتی ہے۔ رمضان شریف کی تمام عظمت وبزرگی قرآن کریم کی مرہون منت ہے اور اس مہینہ کی ساری عظمتوں کا راز اس میں پوشیدہ ہے کہ وہ نزول قرآن کا مہینہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ترجمہ: ہم نے اس قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے۔

۱۔ عظمت رمضان کا پیغام

ہر سال آنے والا رمضان امت مسلمہ کو پکار پکار کر یہ پیغام دیتا ہے کہ تمام راتوں میں لیلۃ القدر کو عظمت اس لئے ملی کہ اس رات میں قرآن کریم نازل ہوا اور سال کے بارہ مہینوں میں رمضان المبارک کو عظمت اس لئے ملی کہ اس کی ایک رات میں نزول قرآن ہوا۔ اگر امت کا ہر فرد قرآنی تعلیمات کو اپنے رگ و ریشہ میں اتار لے اور اپنے جسم و جان کو قرآنی ھدایات کے مطابق ڈھال لے تو دونوں جہاں کی عظمتیں اس کے قدم چومنے لگیں۔

انسانی زندگی کے تمام شعبوں کی عظمت اتباع قرآن کریم میں ہے۔ وہ سیاست عظیم ہے جو قرآنی ہدایات کے مطابق ہو۔ وہ معیشت عظیم و مبارک ہے جو قرآنی احکام کی پابند ہو وہ ملک عظیم ہے جس میں قرآنی قانون نافذ ہو! اور وہ حکمران عظیم ہے جو کتاب و سنت کے مطابق فیصلے کرتا ہو!

۲۔ رمضان کی برکتیں

نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کو مبارک قرار دیا ہے۔ فرمایا: وھو شہر مبارک اور یہ مبارک مہینہ ہے۔ اس کی برکتوں کا یہ عالم ہے کہ اسمیں سرانجام دیا جانیوالا عمل دوسرے مہینوں کے مقابہ میں زیادہ حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ اسلامی فقہ کی روشنی میں نفلی عمل کبھی فرض کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص ساری زندگی نفلیں پڑھتا رہے تو بھی ایک رکعت فرض کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ مگر رمضان شریف کے بارے میں فرمایا کہ اس میں نوافل کا درجہ (Up Grade) بڑھا دیا جاتا ہے۔ نفل کو فرض کے برابر اور ایک فرض نماز کو ستر فرضوں کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ رمضان شریف میں ایک فرض نماز مثلاً ظہر یا عصر پڑھ لینا ستر مرتبہ ظہر یا عصر پڑھ لینے کے برابر ہے۔ اور ایک سال کی زکوۃ رمضان میں ادا کر دینا ستر سال کی زکوۃ کے برابر ہے اور رمضان میں عمرہ کر لینا حضور ﷺ کی معیت میں حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کر لینے کے برابر ہے۔ یہ اس مہینہ کی برکتیں ہیں۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اجر و ثواب اعزازی ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ رمضان شریف میں ایک ظہر کی نماز پڑھنے سے ستر ظہر کی نمازیں ادا ہو گئیں یا ایک سال کی زکوۃ دینے سے ستر سال کی زکوۃ ادا ہو گئی بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اتنا ثواب مل گیا جتنا ستر مرتبہ ظہر کی نمازیں پڑھنے یا ستر سال کی زکوۃ ادا کرنے پر ملنا تھا یا اتنی روحانی ترقی نصیب ہو گئی جو ستر مرتبہ نماز پڑھنے یا زکوۃ دینے سے میسر آ سکتی تھی۔

اس مہینہ کی یہ بھی ایک برکت ہے کہ اسمیں نیک اعمال کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ عام دنوں میں کوشش کے باوجود بھی اپنے معمول کے نوافل، تلاوت کلام پاک اور صدقہ وغیرہ میں اضافہ مشکل ہے مگر ایام رمضان میں ایسا جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے کہ اعمال خیر کی مقدار خود بخود بڑھنے لگتی ہے اور زیادہ عمل کرنیکا شوق اور جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔

۳۔ صبر و تقویٰ کا مہینہ

حضور ﷺ نے رمضان المبارک کو شہر الصبر فرمایا ہے اور صبر کے معنی نیکیوں پر استقامت اور اعمال خیر میں ثابت قدمی ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں الصبر حبس النفس علی مایقتضیہ العقل والشرع "صبر نفس کو عقل اور شریعت کے تقاضوں کا پابند بنانے کا نام ہے" (المفردات ص ۲۷۳) سورۃ آل عمران کی آخری آیت میں لفظ "اصبروا" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: احبسوا انفسکم علی العبادہ اپنے نفسوں کو عبادت کا پابند بناؤ۔ (المفردات ص ۲۷۴)

اس سے یہ واضح ہوا کہ نیکیوں کی پابندی اور اعمال خیر کی ادائیگی پر استقامت اور ثابت قدمی کا نام صبر ہے۔ جبکہ قرآن کریم میں دوسرے مقام پر اسی مفہوم میں البر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں: البر اسم جامع للطاعات واعمال الخیر المقربۃ الی

اللہ تعالیٰ "قرب خداوندی کے مرتبہ پر انسان کو فائز کرنیوالے اعمال خیر اور طاعات کا جامع عنوان البر ہے"۔ (تفسیر کبیر ص ۷ ۳ ج ۵)

گویا" البر" اور "الصبر"میں توافق وترادف پایا جاتا ہے اور یہ دونوں لفظ بڑی حد تک ہم معنی ہیں۔اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ شہرُ الصبر کے معنی ہیں اعمال خیر اور نیکیوں کا مہینہ۔اور روزہ کا دوسرا فائدہ جسے قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے وہ تقویٰ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: یاایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (البقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی قوموں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔

"تقویٰ" کے معنی ہیں محرمات اور گناہوں سے بچنا یعنی روزہ رکھنے سے انسان گناہ کے کاموں سے اور حرام چیزوں سے بچنے کی صلاحیت حاصل کرلیتا ہے کیونکہ جب کوئی بندہ روزہ رکھ کر حلال چیزوں سے بھی بچے گا تو حرام کاموں کے ارتکاب سے بدرجہ اولی بچنے کا اہتمام کریگا۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ رمضان المبارک صبر و تقویٰ کا مہینہ ہے یعنی اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کر اہل ایمان گناہوں سے اجتناب اور نیکیوں کے اہتمام کے زیور سے آراستہ ہو جاتے ہیں۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ تمام قرآنی تعلیمات کا اگر مختصر ترین لفظوں میں کوئی خلاصہ نکالنا چاہے تو" الصبر والتقویٰ" کے دو لفظوں میں بیان کیا جاسکتا ہے اور صوم رمضان کے نتیجہ میں انسان صبر و تقویٰ کی دونوں صفات سے متصف ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ رمضان کے روزوں کا اہتمام کرنے سے ایک مسلمان قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونیکی صلاحیت سے بہرہ ور ہو جاتا ہے

جشن منانے کا منفرد اور انوکھا انداز

حضور ﷺ نے فرمایا: جعل اللہ صیامہ فریضۃ، وقیام لیلہ تطوعاً "اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے دنوں میں روزہ فرض کیا اور اس کی راتوں کے قیام کو نفل اور ثواب کی چیز بنایا ہے"۔ رمضان شریف میں قرآن کریم کے نزول کی سالانہ خوشی منانے کیلئے دن میں روزہ اور رات میں تراویح کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا نزول قرآن کا سالانہ جشن منانے کا خوبصورت اور منفرد انداز اختیار کیا گیا اور نزول قرآن کے مہینہ میں ایسا مختصر تربیتی نصاب مقرر کیا گیا جو قرآن کریم پر عمل کرنے کی صلاحیت کا آئینہ دار ہے۔اس سے اسلام یہ بتانا چاہتا ہے کہ جشن منانے کیلئے ہاؤ ہو، باجے تاشے اور ڈھول ڈھمکے ضروری نہیں ہیں اور یہ بھی لازمی نہیں ہے کہ خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کرنے کیلئے اپنی توانائیاں منفی مقاصد کی نذر کردی جائیں بلکہ مثبت اور تعمیری انداز اختیار کرکے حصول مقصد کو قریب سے قریب تر کیا جاسکتا ہے۔

تراویح کا اہتمام

حضور ﷺ رمضان کے مبارک مہینہ میں دن میں روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ رات کو تراویح کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔آپ ﷺ پوری پوری رات تراویح میں مشغول رہتے تھے۔اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی رمضان کی راتوں میں عبادت کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح باجماعت پڑھایا کرتے تھے اور حرمین شریفین میں قرون اولیٰ سے لیکر آج تک کبھی بھی بیس رکعت سے کم تراویح نہیں پڑھی گئیں۔اس لئے رات کی تراویح بھی بہت اہم عمل ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے جس نے رمضان شریف میں تراویح پڑھی اسکے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ رمضان کا پورا مہینہ تراویح کا اہتمام کرنا چاہئے۔

پانچ یا دس روزہ تراویح

بعض لوگ آٹھ روزہ یا دس روزہ تراویح پڑھ کر باقی مہینہ تراویح نہیں پڑھتے اس سے اتنی بڑی فضیلت سے محرومی رہتی ہے۔ یہ یاد رکھیں پورا مہینہ تراویح پڑھنا مستقل عمل ہے اور تراویح میں قرآن پاک مکمل سننا علیحدہ عمل ہے لہٰذا آٹھ دس روزہ پروگرام میں مکمل قرآن پاک سننے میں حرج نہیں ہے مگر اس سے تراویح معاف نہیں ہوتی اس لئے رمضان شریف کے آخر تک تراویح کا اہتمام رہنا چاہئے۔

۴۔ ہمدردی کا مہینہ

حضور ﷺ نے ماہ رمضان کو شہر المواسات قرار دیا ہے۔ المواسات کے معنی ہیں دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کرنا، مشکل میں کسی کے کام آنا اور اس کے غم کو تقسیم کرنا۔ روزہ رکھنے سے بھوک اور پیاس اور گرمی کی شدت برداشت کرنی پڑتی ہے جس سے غریب کی مشکلات کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور وسائل سے محروم افراد معاشرہ میں جن پریشانیوں سے گزرتے ہیں اس کی ہلکی سی جھلک سامنے آتی ہے اور اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ غریب و مساکین کے شب و روز کسقدر تلخی میں گزرتے ہیں۔ جس سے ہمدردی اور غمخواری کے جذبات پیدا ہو کر خدمت انسانیت جیسی عظیم الشان عبادت کے اہتمام کی توفیق نصیب ہوتی ہے

۵۔ مؤمن کے رزق میں اضافہ کا مہینہ

حضور ﷺ نے فرمایا: وھو شہر یزاد فی رزق المؤمن فیہ ”اس مہینہ میں مؤمن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے“ اور رزق عام ہے۔ روحانی ہو یا مادی۔ اعمال کی کثرت سے روحانی رزق کا اضافہ تو ظاہر ہے مگر مادی رزق کا اضافہ بھی ظاہر اور مشاہد ہے حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ فرماتے ہیں :

” اس کا تجربہ تو بلا استثناء ہر صاحب ایمان روزہ دار کو ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں جتنا اچھا اور جتنی فراغت سے کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اتنا نصیب نہیں ہوتا خواہ اس عالم اسباب میں وہ کسی بھی راستہ سے آئے۔ سب اللہ ہی کے حکم سے اور اسی کے فیصلہ سے آتا ہے“۔) معارف الحدیث ص ۱۰۳ ج ۴ (

۶۔ افطاری کرانیکا اجر و ثواب

اس خطبہ میں حضور ﷺ نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوانے کا ثواب بیان کرتے ہوئے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں :

ا۔ روزہ افطار کرانیوالے کے گناہوں کی مغفرت۔ ۲۔ جہنم سے آزادی اور ۳۔ روزہ دار کے برابر اجر و ثواب یعنی جس طرح روزہ رکھنا ایک عبادت اور باعث ثواب ہے اسی طرح کسی روزہ دار کیلئے شام کے وقت افطاری کا انتظام کر دینا بھی عبادت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک گناہگار کا واقعہ بیان فرمایا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلادیا جس پر اللہ تعالیٰ نے اسکے گناہ معاف فرما کر اسے جنت میں داخل فرما دیا۔ اور یہاں صورتحال یہ ہے کہ ایک انسان اشرف المخلوقات اور پھر صاحب ایمان جس نے دن بھر روزہ رکھ کر عبادت کی ہو اور شام کے وقت بھوک اور پیاس کے انتہائی درجہ پر پہنچ چکا ہو، اسے کھانے پینے کیلئے کوئی چیز مہیا کر دینا اللہ تعالیٰ کو کسقدر پسند ہوگا اور کتنا ثواب دلانیوالا ہوگا! اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان روزہ دار کا روزہ کھلوادینا اتنا بڑا عمل ہے کہ روزہ کھلوانیوالے کے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے آزاد کرنیکا فیصلہ فرمادیتے ہیں اور روزہ دار کو جتنا اجر و ثواب ملیگا اس کے برابر روزہ کھلوانے والے کو بھی ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کیجائیگی۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ رمضان کے روزہ کا ثواب تو مل جائیگا مگر روزہ کھلوانے والے پر جو روزہ فرض ہے اس کی معافی نہیں ہوگی بلکہ اسے خود رکھنا پڑیگا اور اگر شرعاً معذور ہے تو اس کی قضاء یا کفارہ ادا کرنا ہوگا بعض

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ افطار کرانے کی صورت میں روزہ کا ثواب مل گیا لہٰذا خود روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے یہ غلط خیال ہے۔ ثواب مل جانے سے فرض کی ادائیگی نہیں ہوتی!

جب حضور ﷺ نے افطار کرانیکی فضیلت بیان فرمائی تو صحابہ کرام کو یہ خیال آیا کہ عام طور پر غربت پائی جاتی ہے اور دن بھر کے بھوکے پیاسے شخص کو سیراب کرکے کھلانا ایک غریب آدمی کیلئے مشکل ہے لہٰذا غرباء تو اتنے بڑے ثواب سے محروم رہ جائیں گے! حضور ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ افطار کرانیکا مطلب سیراب کرکے کھانا کھلانا نہیں ہے بلکہ روزہ دار کو افطار کے وقت کوئی بھی معمولی چیز پیش کرکے یہ سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔ البتہ سیراب کرکے کھانا کھلانے پر اضافی ثواب ملیگا اور وہ یہ کہ حوض کوثر پر حضور ﷺ کے دست مبارک سے ایسا مشروب نصیب ہوگا جسے پینے کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی!

عام طور پر ہمارے ہاں رواج ہے کہ افطاری مسجد میں بھیج دیتے ہیں اگر مسجد میں روزہ دار اور ضرورت مند موجود ہوں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ اپنے محلّہ اور پڑوس میں بھیج کر بھی یہ سعادت حاصل کی جاسکتی ہے!

افطار کرانیکی فضیلت بتانے کا مقصد روزہ دار کی اہمیت جتلانا اور ایسے غرباء و مساکین کے افطار کا اہتمام کرنیکی ترغیب دینا ہے جو اپنے افطار کا بندوبست کرنیکی وسعت نہیں رکھتے لیکن مالدار اور گنجائش والے روزہ داروں کے افطار کرانیکا بھی یہی اجر و ثواب ہے۔

افطار پارٹی یا روزہ کشائی کی رسم

اسلامی تعلیمات کا مقصد تو یہ تھا کہ اسلامی معاشرہ کے افراد کے تمام اعمال عبادت کا رنگ اختیار کرلیں اور مسلمان کی ہر نقل و حرکت اسے آخرت کی کامیابی اور اجر و ثواب دلانیوالی ہو مگر زمانہ نبوت سے دوری اور صحیح علم کی کمی کے باعث ہماری عبادات نے بھی رسم و رواج کی شکل اختیار کرلی ہے اور آخرت کی تعمیر کرنے والے اعمال بھی دنیوی مقاصد اور نام و نمود کیلئے استعمال ہونے لگے ہیں۔

روزہ دار کیلئے افطار کا اہتمام کرکے اجر و ثواب کی امید رکھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے مگر ہم نے اسے بھی ایک رسم بنادیا ہے۔ اہل محلّہ یا دوست و احباب کے ڈر سے افطار پارٹی کیجاتی ہے اور اسمیں بڑھ چڑھ کر کھانے بنائے جاتے ہیں تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے اور ہماری افطار پارٹی کے چرچے اور تذکرے زیادہ عرصہ تک ہوتے رہیں!

دفاتر اور کمپنیوں میں کام کرنے والے زبردستی چندہ لیکر افطار پارٹی کرتے ہیں سیاسی جماعتیں افطار پارٹی کے نام سے اپنے پروگرام پیش کرنے اور رکن سازی کی مہم کو آگے بڑھانے کیلئے لوگوں کو مدعو کرتی ہیں اور ایسی پارٹیوں میں افسران اور لیڈران اور بڑے عہدوں پر فائز روزہ خوروں کی ایک فوج ظفر موج کو شرکت کی دعوت دیجاتی ہے۔ نیکی اور عبادت کی نیت پر تعلقات قائم کرنے اور دنیوی مسائل اور ذاتی مقاصد کے حصول اور نام و نمود کا جذبہ غالب ہوتا ہے۔

بچوں کی روزہ کشائی

بچوں کی روزہ کشائی نے تو ایک وبائی شکل اختیار کرلی ہے اور اسے اپنے لئے "وقار" اور "انا" کا مسئلہ بنالیا گیا ہے۔ بچہ دن بھر کھاتا پیتا رہتا ہے مگر شام کو ہار غیرہ پہنا کر دستر خوان سجادیا جاتا ہے اور ھدایا و تحائف وصول کرنے کیلئے باقاعدہ کاؤنٹر پر ایک نمائندہ بٹھادیا جاتا ہے۔ ان تمام صورتوں کی اصل اور ابتداء تو بہت اچھی ہے مگر مفاسد اور خرابیوں کو دیکھکر یہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں "نیکی برباد گناہ لازم" کا مصداق نہ بنجائے۔ اس لئے اہل ایمان سے دردمندانہ گذارش ہے کہ اس مبارک عمل افطار میں عبادت اور اخلاص کا پہلو غالب رہنا چاہئے تاکہ ہمارے روزہ رکھنے میں جو کچھ کوتاہی رہ گئی ہو تو شرکاء افطار میں کوئی ایسا اللہ والا موجود ہو

جسکی برکت سے ہمارا روزہ بھی دربار الٰہی میں شرف قبولیت حاصل کرلے اس کیلئے اگر مدارس کے طلباء یا فقراء و مساکین جو اپنے لئے افطاری کا انتظام بھی نہیں کر سکتے ان کیلئے افطاری کا سامان فراہم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

البتہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ بچے میں اچھی عادتیں پیدا ہوں۔ دین کا اہتمام ہو اور دین پر عمل کرنیوالا بنے تو بچپن سے اس کو دین کے اہتمام کا عادی بنائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بچپن ہی سے اپنی اولاد کی نگہداشت فرماتے تھے اور دینی امور کا اہتمام کراتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے رمضان میں شراب پی رکھی تھی اور روزہ سے نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "تیرا ناس ہو۔ ہمارے تو بچے بھی روزہ سے ہیں"۔ پھر اسے کوڑوں کی سزا لگائی۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اعلان کرایا کہ آج عاشورہ کا دن ہے سب کے سب روزہ رکھیں ہم لوگ اسکے بعد ہمیشہ روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے۔ جب وہ بھوک کی وجہ سے رونے لگتے تو روئی کے گالے کے کھلونے بنا کر انکو بہلایا کرتے تھے اور افطار کے وقت تک ان کو کھیل میں لگائے رکھتے تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ روزہ کا عادی بنانے اور رمضان المبارک کے دنوں کا احترام سکھانے کیلئے بچوں کو بھی روزہ رکھوانیکا اہتمام کرنا چاہئے۔ مگر اسکا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ روزہ کشائی جیسی تقریبات میں پڑ کر بچوں کو بھی ریاکاری کا عادی بنا دیا جائے اور اپنے اعمال کو بھی ضائع کر دیا جائے۔

چونکہ افطار کے وقت کھانے پینے کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اس لئے افطاری کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے ورنہ سحری کے وقت روزہ رکھنے کا بندوبست کر دینا بھی ان شاء اللہ اسی قدر اجر و ثواب کا باعث ہوگا!

کس چیز سے افطار کیا جائے؟

صحابہ کرام کے سوال کرنے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ افطار کرانے کا ثواب ایک کھجور یا دودھ کا ایک گھونٹ یا پانی پلا کر افطار کرانے پر مل جاتا ہے۔

افطار کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ غروب آفتاب کے وقت روزہ کے منافی کوئی بھی عمل سرانجام دینے سے روزہ کھل جاتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی چیز کے کھانے پینے سے افطار کا عمل مکمل ہو جائیگا مگر آپ ﷺ نے کھجور پانی اور دودھ تین چیزوں میں سے کسی ایک کے استعمال کا اشارہ فرما کر افطار کے وقت ان چیزوں کی اہمیت وافادیت کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ کھجور اور پانی کو عربی میں اسودین کہا گیا ہے۔ اور بھوکے پیٹ ان دونوں کی افادیت مسلم ہے۔

کھجور کے متعلق جدید و قدیم ماہرین طب اسبات پر متفق ہیں کہ انسانی جسم کو اپنی توانائی اور صحت برقرار رکھنے کیلئے جن اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے کھجور کے اجزاء میں وہ بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں۔ نیز آلودگی اور گرد و غبار کے اثرات رفع کرنے کیلئے بھی ڈاکٹر حضرات مٹھاس کی مناسب مقدار کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں اور یہ مقصد کھجور کے ذریعہ بہت اچھی طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے موذی امراض میں بھی کھجور کو انتہائی مفید خیال کیا گیا ہے۔ خاص طور پر سحر اور زہر کے اثرات زائل کرنے کیلئے حضور ﷺ نے عجوہ کھجور کے استعمال کی تلقین فرمائی ہے۔ علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں :

"نہار منہ کھجوریں کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ اس لئے کہ کھجور میں حرارت کے ساتھ تریاق یعنی زہر کو زائل کرنے کی قوت بھی موجود ہوتی ہے"۔

آگے لکھتے ہیں " : کھجور پھل بھی ہے، غذا بھی ہے، مشروب بھی ہے، مشروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی میں کھجوریں ڈال کر کچھ وقت کے لئے رکھدیتے ہیں جس سے کھجور کی مٹھاس اور قوّت پانی میں منتقل ہو جاتی ہے، اسے نبیذ کہا جاتا ہے اور نہایت پسندیدہ اور مرغوب مشروب سمجھا جاتا ہے، اور حلوہ بھی ہے"۔ (زاد المعاد بحوالہ سنت کا مقام ص۵۲۵ ج۱)

" طب قدیم بلکہ جدید کی رو سے یہ ثابت ہے کہ عجوہ کھجور بڑی عمدہ غذا ہے۔ معدہ کیلئے مفید ہے۔ جسم کو نشاط بخشتی ہے اور پیٹ میں جو کیڑے پڑ جاتے ہیں ان کو ہلاک کر ڈالتی ہے"۔) سنت اور حدیث کا مقام ص۵۲۶ ج۱ (

اور افطار کے وقت سادہ پانی کا استعمال بہت مفید ہے۔ اس سے گردوں کی دھلائی اور صفائی بہت اچھی طرح ہو جاتی ہے اور معدہ میں جمع شدہ اجزاء جو تعفن اور سڑاند کی وجہ سے زہریلے ہو کر جسم کیلئے نقصاندہ ہو جاتے ہیں ان کے اخراج میں معاون ہے۔ روزہ کے طبّی فوائد میں لکھا ہے :

" افطاری کے وقت جب آپ وقفہ سے مائع چیزیں لیں گے تو جسم میں جمع شدہ مادے جنکا اخراج ضروری ہے وہ جلد خارج ہوں گے اور آدمی صحتمند رہیگا"۔ (طبّی فوائد ص ۱۲)

اسکے علاوہ حضور ﷺ نے "مذقۃ لبن" کالفظ استعمال فرمایا ہے جسکے معنی دودھ کا ایک گھونٹ ہے۔

بعض علماء نے لسی کا گھونٹ ترجمہ کیا ہے وہ بھی درست ہے مگر ہمارے خیال میں دودھ کا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ کھانے اور پینے دونوں چیزوں کا نعم البدل دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہیں بن سکتی۔

افطار کے وقت مرغن اور تلی ہوئی مسالہ دار چیزوں کی بجائے پھل اور مشروبات خاص طور پر کھجور اور پانی یا دودھ اور لسی کا استعمال مسنون اور زیادہ مفید ہے اور یہ ایسی عام چیز ہے کہ غریبوں کو بھی باآسانی میسر آجاتی ہے۔ اور روزہ افطار کرانے کے ثواب کو بہت خوش اسلوبی کے ساتھ وہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

۷۔ رمضان المبارک کی تین عشروں میں تقسیم

حدیث شریف میں رمضان المبارک کی جو تقسیم کی گئ ہے اسکے مطابق اس کے تین عشرے ہیں:

۱۔ رحمت کا عشرہ

۲۔ مغفرت کا عشرہ

۳۔ جہنم کی آگ سے آزادی کا عشرہ

رحمت کے معنی ہیں ارادۃ ایصال الخیر الی العبد" بندے کو خیر اور بھلائی پہنچانے کا ارادہ" اور رمضان المبارک کا کسی بندہ کی زندگی میں آجانا اس بات کی واضح علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو خصوصی خیر عطا فرمانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں روزے رکھنے کی اور شب میں تراویح کے پڑھنے کی توفیق اور علاوہ ازیں بہت سے نیک اعمال جو اس مہینہ میں انجام دینے کا موقع ملتا ہے یہ سب خیر ہی خیر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی عنایت اور انعام کے طور پر اس بندے کو عطاء فرمائے ہیں لہٰذا پہلے عشرے میں جب ان اعمال خیر کو اداء کریگا تو چند روز کے اہتمام سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں آجائے گا اور جیسے ہی دس روزے پورے ہونگے اور یہ دوسرے عشرہ میں قدم رکھے گا تو مغفرت اور گناہوں کی معافی کی شکل میں اسکا استقبال ہوگا خیر اور بھلائی اور مغفرت کے حصول کے بعد جیسے ہی تیسرا عشرہ شروع ہوگا اسے جہنم سے آزادی کا پروانہ مل جائیگا۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ یہ تقسیم مختلف افراد کے اعتبار سے ہے اور ہر شخص اپنی بساط کے مطابق اس مہینہ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ فرماتے ہیں: " جن لوگوں پر گناہوں کا بوجھ نہیں ان کیلئے شروع ہی سے رحمت اور انعام کی بارش ہو جاتی ہے اور جو لوگ معمولی گناہ گار ہیں ان کیلئے کچھ حصہ روزہ رکھنے کے بعد ان روزوں کی برکت اور بدلہ میں

مغفرت اور گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے اور جو لوگ زیادہ گناہگار ہیں ان کیلئے زیادہ حصہ روزے رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے"۔) فضائل رمضان ص ۱۱ (

۸۔ ملازموں اور خادموں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ

حضور ﷺ کی یہ بھی تعلیم ہے کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں اپنے ماتحت ملازم، خادم اور نوکر چاکر کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے اور ان کے معمول کے کاموں اور ذمہ داریوں میں تخفیف کر کے انہیں بھی عبادت کر کے اس مبارک مہینہ سے استفادہ کا موقع فراہم کیا جائے۔ یعنی خدام اور ملازمین اگر روزہ کا اہتمام کرتے ہیں تو ان کے روزہ کے احترام میں ان کے ساتھ نرمی کیجائے۔ کیونکہ کام کی زیادتی سے انہیں روزہ میں تکلیف اور دقت ہوگی۔ روزہ دار ملازمین کی سہولت کی خاطر ہنگامی بنیادوں پر ایک آدھ اضافی ملازم بھی رکھا جاسکتا ہے۔ روزہ خور ملازمین کیلئے یہ حکم نہیں ہے۔ اور ایسے مالکان جو نیکی اور خیر کے اس موسم بہار میں روزہ نہیں رکھتے اور اپنے روزہ دار ملازمین پر بھی سختی کرتے ہوں وہ انتہائی قابل مذمت ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں " : اور اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیائی سے روزہ دار ملازم سے کام لے اور نماز روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں تساہل ہو تو برسنے لگے) " فضائل رامضان ص ۱۱ (

اس لئے رمضان المبارک کے احترام میں اپنے خدام اور ملازمین کے ساتھ خصوصی طور پر نرمی اور بردباری کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اساتذہ اور قراء کرام بھی اس موقع پر شاگردوں کے ساتھ نرمی اور بردباری کا طریقہ اپنا کر اپنے اخلاق اور طرز عمل میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

۹۔ رمضان المبارک کے خصوصی اعمال

اس مبارک مہینہ میں دن کے روزے اور رات کی تراویح کا حکم دیا گیا ہے اس کے علاوہ بھی ایسی ترغیبات دی گئی ہیں کہ رمضان کی قیمتی ساعات کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور ہر لمحہ سے بھرپور فائدہ اٹھا کر رضاء خداوندی اور قرب الٰہی کے حصول کی کوشش کیجائے۔ ایک حدیث میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سخت وعید بیان کی گئی ہے جو رمضان کی مبارک ساعات نصیب ہونے کے باوجود اپنی مغفرت کا سامان پیدا نہ کر سکیں۔

حدیث شریف میں ہے: بعُد من ادرک رمضان فلم یغفرلہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے ایسا شخص جو رمضان شریف کا زمانہ پا کر بھی مغفرت کا سامان نہ کر سکے۔ اس لئے اس مہینہ کے ہر لمحہ اور ہر ساعت کی قدر کرنی چاہئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان شریف میں دوسرے نیک اعمال کے ساتھ ساتھ خاص طور پر چار اعمال کی کثرت کرنی چاہئے جن سے بندہ کی مقصد برآری اور اللہ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

ا۔ کلمہ کا کثرت سے ورد کرتے رہنا

ایک حدیث شریف میں وارد ہے جددوا ایمانکم بلاالہ الا اللہ یعنی لا الہ الا اللہ کے ورد سے اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد علیہ السلام کی رسالت کی گواہی عقیدہ کی پختگی کی ضامن ہے اور عقیدہ جتنا مضبوط ہوگا اعمال میں اسی قدر قوت ہوگی۔ اس لئے دکان یا دفتر میں یا سواری میں خاموش بیٹھنے سے بہتر ہے کہ زیادہ سے زیادہ کلمہ طیبہ کا ورد کیا جائے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ آٹھ دس مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھیں اور ایک مرتبہ محمد رسول اللہ بھی اس کے ساتھ شامل کر لیں اس طرح جسقدر زیادہ ہوسکے ورد کرتے رہیں۔ حضور علیہ السلام نے لا الہ الا اللہ کو افضل الذکر قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا سو مرتبہ ورد کرنیوالا جب مرنے کے بعد قیامت کے دن قبر سے اٹھایا جائیگا تو اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

۲۔ دوسرا کام جسکی کثرت کا حکم دیا گیا ہے وہ استغفار ہے۔ اپنی خطاؤں کا اعتراف اور اپنے رب کے دربار میں عذر خواہی انتہائی پسند یدہ عمل ہے۔ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اگر دور دراز کے کسی مسافر کی سواری تپتے ہوئے صحراء ہیں تمام زاد سفر کے ساتھ گم ہو جائے اور وہ مایوس ہو کر اس لق ودق بیابان میں اپنی موت کے انتظار میں ہو کہ اچانک وہ سواری بمعہ زاد سفر کے واپس آجائے تو اس مسافر کو جسقدر خوشی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے گناہگار بندہ کی واپسی اور اس کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔
حضور ﷺ کا فرمان ہے : من لزم الاستغفار جعل اللہ لہ لکل ھم فرجا و من کل ضیق مخرجا و رزقہ اللہ من حیث لا یحتسب۔
ترجمہ: جو شخص استغفار کو لازم کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر پریشانی سے نجات اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ عطاء فرمادیتے ہیں اور اسے ایسی جگہ سے روزی بہم پہنچاتے ہیں کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتی۔
استغفار کے صحیح نتائج حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ:

۱۔ جس گناہ میں مبتلاء ہے اسے چھوڑ دے۔

۲۔ سابقہ گناہوں کی زندگی پر ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

۳۔ گناہ کا تعلق حقوق اللہ یا حقوق العباد سے ہے تو اس کی ادائیگی کا بھی اہتمام کرے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " : معاف کرانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صرف تسبیح ہاتھ میں لیکر استغفر اللہ، استغفر اللہ پڑھتے رہو بلکہ یہ بھی کرو اور اس کے ساتھ اہل حقوق کے حقوق بھی ادا کرتے رہو۔ اگر کسی شخص کے پاس دوسرے کی زمین دبی ہو یا موروثی ہو اسکو چھوڑ دو۔ کسی کے ذمہ کسی کا قرض ہو اسکو ادا کرو اور سبکدوش ہو جاؤ "۔ (برکات رمضان ص ۴۸۵)
اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی قسم کا گناہ ہو اسکا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے ہو اس سے دستبردار ہونا اور علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا رمضان المبارک میں گناہوں سے مکمل طور پر اجتناب کرتے ہوئے استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اور استغفار کی کثرت کا مطلب یہ ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے استغفار کیا جائے۔ استغفار اپنی زبان میں بھی کیا جاسکتا ہے ۔ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ میری مغفرت فرما۔ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے لیکن بہتر یہ ہے کہ معنی کو سمجھتے ہوئے عربی زبان میں استغفار کے الفاظ بولے جائیں اور اگر ایسے الفاظ ہوں جو حضور علیہ السلام سے منقول ہیں تو وہ زیادہ بہتر اور قبولیت کے بہت زیادہ قریب ہیں۔ مندرجہ ذیل دو جملے انتہائی مختصر اور ماثور ہیں لہٰذا رمضان شریف میں روزہ رکھکر انہیں زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے ۱۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔ ترجمہ ": میں اللہ سے ہر گناہ کی معافی طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔
۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔ "ترجمہ : میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ حی وقیوم ہے اور میں اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں"۔
صرف " استغفر اللہ " کا لفظ بھی بار بار دہرایا جاسکتا ہے جسکے معنی ہیں " میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں "
مندرجہ بالا دو کام یعنی لاالہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: ترضون بھما ربکم تم ان کے ذریعے اپنے رب کو راضی کرلوگے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول میں یہ دو کام خصوصی تاثیر رکھتے ہیں اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی انتہائی عظمت اور کبریائی کا اظہار ہے۔ اور استغفار میں بندہ کی طرف سے اعتراف عجز و تقصیر ہے جو تواضع اور پستی کے اظہار کی انتہاء ہے اور یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہیں۔ اسلئے ان دونوں اعمال کی کثرت پر رضائے الٰہی کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

مزید دو کاموں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے بغیر تمہارے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ یہ تمہارے لئے انتہائی اہم اور ضروری ہیں :

ا۔ اللہ تعالیٰ سے جنت کو طلب کرنا

۲۔ اللہ تعالیٰ سے جہنم کی آگ سے پناہ مانگنا۔

اللہ تعالیٰ کے بندے دو قسم کے ہیں مؤمن اور کافر، صالح اور فاسق۔ ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والے بندوں کے اعزاز کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی اور کفر اور فسق وفجور کرنے والوں کو سزا دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم بنائی ہے جنت اللہ تعالیٰ کا مہمان خانہ ہے جبکہ جہنم اللہ تعالیٰ کا قید خانہ ہے۔ جنت حیات انسانی کا انتہائی ترقی یافتہ مرحلہ اور جہنم پستی وذلت کا آخری مقام ہے۔ جنتی شخص ترقی یافتہ انسان کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے اور جہنمی شخص پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ انسان کی بدترین مثال ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ احتجت الجنتہ والنار فقالت النار فی الجبارون والمتکبرون و قالت الجنتہ فی ضعفاء الناس ومساکینہم فقضی اللہ بینہما: انک الجنتہ رحمتی ارحم بک من اشاء وانک النار عذابی اعذب بک من اشاء ولکلیکما علی ملوئہا) متفق علیہ (

ترجمہ " : ایک دوسرے پر اپنی بڑائی اور فوقیت ثابت کرنے کیلئے جنت اور جہنم کا آپس میں مناظرہ ہوا۔ جہنم نے کہا میرے اندر ظالم اور متکبر لوگ ہوں گے۔ جنت نے کہا میرے اندر ضعفاء ومساکین لوگ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا : اے جنت تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہوں گا تیرے ذریعہ رحمت کروں گا اور اے جہنم ! تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہوں گا تیرے ذریعہ سزا دوں گا اور اور تم دونوں کو بھرنا میری ذمہ داری ہے۔ "

اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ایسے اعمال میں کوشاں رہے جن کے نتیجہ میں جہنم سے محفوظ رہے اور جنت میں داخلہ کی سعادت حاصل کرسکے اور زبانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے عجز وکمزوری کا اظہار کرکے جہنم سے حفاظت اور جنت کا داخلہ طلب کرتا رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دو چیزیں تمہارے لئے بہت ضروری ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ آخرت میں یہ دو ہی ٹھکانے ہیں اور ان میں سے کسی ایک میں جانا لازمی ہے اور انسان کیلئے جہنم کی تکالیف اور مصیبتیں ناقابل برداشت ہوں گی اس لئے اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرنی چاہئے اور جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے۔

حضرت حکیم الامت رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے وہ دعاء میں کہا کرتے تھے " اے اللہ میں آپ سے جنت اسلئے طلب نہیں کرتا کہ میں اسکا مستحق ہوں بلکہ اسلئے طلب کرتا ہوں کہ میں انتہائی کمزور ہوں اور تیری جہنم کا عذاب برداشت کرنیکی طاقت نہیں رکھتا " بہر حال جنت کو طلب کرنا اور جہنم سے پناہ مانگنا ہماری اپنی ضرورت ہے۔ اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے حفاظت بہت ضروری ہے۔ اسلئے روزہ کی حالت میں یہ دعا کثرت سے مانگی جائے :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ۔

ترجمہ : "اے اللہ میں تیری رضا اور جنت کا طلب گار ہوں اور تیری ناراضگی اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں" ۔

روزہ کی قدر ومنزلت اور اس کے تقاضے

روزہ دار کا مرتبہ ومقام اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کسقدر ہے ! مندرجہ ذیل حدیث شریف سے اسکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بخاری ومسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے : عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ کل عمل ابن اٰدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک۔ والصیام جنۃ واذا کان یوم صوم احد کم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرء صائم۔

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مگر روزہ ایسا نیک عمل ہے کہ یہ خاص میرے لئے ہے میں ہی اسکا بدلہ دیتا ہوں۔ میرا بندہ میری رضا کی خاطر اپنی نفسانی خواہش اور کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں : ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی رحمان سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ روزہ کی حالت میں اخلاقی حدود سے گری ہوئی فحش باتیں اور شور وشغب نہیں کرنا چاہئے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے کی کوشش کرے تو یہ اس سے کہدے کہ میں روزہ سے ہوں۔(بخاری ومسلم بحوالہ معارف الحدیث ص ۱۰۵)

اس حدیث شریف میں روزہ کے بہت سے فضائل وآداب بیان کئے گئے ہیں۔

روزہ کا اجر وثواب

اس سے پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ رمضان المبارک میں نیک عمل سرانجام دینے کا اجر وثواب کسقدر ہے اس مبارک حدیث میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ روزہ کا خصوصی اور امتیازی اجر وثواب کیا ہوگا۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر نیک عمل کیلئے ضابطہ اور قانون یہ ہے کہ عمل کرنے والے کی نیت اور کیفیت کے پیش نظر اسکا اجر وثواب مختلف ہوتا ہے۔ کم از کم دس گنا اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے مگر روزہ اسقدر اہم اور عظیم عمل ہے کہ اسکا ثواب میں خود دیتا ہوں۔ حدیث شریف میں انا اجزی بہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور اسے دو طرح پڑھا گیا ہے :

ا۔ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ۲۔ اَنَا اُجْزیٰ بِہٖ

پہلی صورت میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں بذات خود اس عمل کا بدلہ دیتا ہوں۔ یہ بھی ایک بہت بڑا اعزاز ہے جیسے تقسیم انعامات کے موقع پر چھوٹے موٹے انعامات معمولی اہمیت اور چھوٹے مرتبہ کے لوگوں سے تقسیم کرائے جاتے ہیں اور بڑا انعام دینے کیلئے سربراہ اور بڑی شخصیت کو دعوت دیجاتی ہے۔ اسی طرح مختلف اعمال کیلئے انبیاء کرام ، بزرگان دین اور فرشتوں کے ذریعہ اجر وثواب کی تقسیم ہوگی مگر روزہ دار کا اعزاز یہ ہوگا کہ انہیں اللہ تعالیٰ بذات خود اپنے دست قدرت سے بدلہ عطاء فرمائیں گے !

اور انا اُجْزیٰ بِہٖ ''میں اسکے بدلہ میں دیا جاؤنگا'' یعنی روزہ کا بدلہ میں خود بنجاؤنگا۔ ایک عاشق زار اور محب صادق کیلئے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں ہوسکتا کہ اسے وصال کی نعمت حاصل ہوجائے اور محبوب ومعشوق سے براہ راست اسے ملاقات نصیب ہوجائے اور اس روایت کے مطابق یہی معنی بنتے ہیں کہ روزہ دار کو خود خدا ملجاتا ہے ! اور اللہ تعالیٰ اسکا بدلہ بنجاتے ہیں!

روزہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ہو ہی نہیں سکتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ دار صرف میری وجہ سے کھانے پینے اور جنسی لذت کو چھوڑتا ہے۔ نماز اور زکوۃ وغیرہ دوسرے اعمال میں انسان ریاکاری کرسکتا ہے کہ صرف دکھانے کیلئے لوگوں کے سامنے لمبی لمبی رکعتیں پڑھے یا اپنی سخاوت کا اظہار کرنے کیلئے غرباء کی مالی امداد کرے مگر روزہ ایسا عمل ہے کہ اس میں محض دکھاوا نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اگر روزہ ہے تو پورا دن روزہ ہی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے روزہ کا اظہار کرے اور بعد میں گھر جاکر یا باتھ روم میں چھپ کر پانی وغیرہ پی لے کیونکہ اس صورت میں وہ روزہ دار نہیں بلکہ روزہ کا دعوی کرنے میں جھوٹا ہے۔ جبکہ دوسرے اعمال میں ایسا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ خاص طور پر میرے ہی لئے ہے۔

روزہ دار کیلئے دو خوشیاں

روزہ دار کو روزہ رکھکر دہری خوشی نصیب ہوتی ہے:

۱۔ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے جب ٹھنڈے میٹھے مشروب اور انواع واقسام کی نعمتیں میسر آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غروب آفتاب کے وقت ان کے استعمال کی اجازت مل جاتی ہے۔ حضور ﷺ اس موقع پر فرمایا کرتے تھے: ذھب الظمماء وابتلت العروق وثبت الاجران شاء اللہ تعالیٰ۔ ”پیاس ختم ہو گئی اور آنتیں گیلی ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو ہمارا اجر بھی ثابت ہو گیا“۔

اس موقع پر خوشی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دن بھر بھوک وپیاس اور جنسی جذبات کو دبانے کے بعد اب ان جذبات کو پورا کرنے کی اجازت مل گئی اور اس تصور سے خوشی ہوتی ہے کہ روزہ خوروں کا دن بھی گذر گیا اور ہمارا یعنی روزہ داروں کا دن بھی گذر گیا ان کا دن نافرمانی اور گناہ میں گزرا جبکہ ہمارا دن فرماں برداری اور اطاعت میں گزرا۔

۲۔ رحمان سے ملاقات کے وقت جب عظیم الشان بدلہ اور اجر نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو گی روزہ داروں کے اکرام کیلئے تعمیر کئے گئے خصوصی دروازے باب الریان سے گزارا جائیگا تو اس اعزاز واکرام کو دیکھکر روزہ دار کو جو بے پایاں فرحت ومسرت حاصل ہو گی اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قل بفضل اللہ وبرحمۃ فبذالک فلیفرحوا۔ ”آپ کہئے کہ اللہ کے فضل ورحمت پر تم خوب خوشیاں مناؤ!“

روزہ دار کو حاصل ہونے والی اسی خوشی اور انبساط کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

روزہ دار کے منہ میں پیدا ہونیوالی خوشبو

جب زیادہ دیر تک کھانے پینے سے گریز کیا جائے اور خوراک کے ہضم ہو جانے سے معدہ خالی ہو جائے تو وہ بالکل صاف ہو جاتا ہے اور اس صفائی وستھرائی کے نتیجہ میں اسمیں ایک مہک پیدا ہو جاتی ہے جو روزہ دار کے منہ سے محسوس ہونے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ مہک اور خوشبو بہت زیادہ پسند ہے اسی لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ خوشبو مشک وعنبر سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

روزہ کی حالت میں مسواک کا حکم

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں مسواک سے خوشبو کے زائل ہو جانیکا اندیشہ ہے اسلئے حالت صوم میں مسواک نہ کیجائے۔ مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں بھی مسواک کر سکتے ہیں اس سے روزہ دار کے منہ کی بو اس لئے زائل نہیں ہوتی کہ بھوک کی وجہ سے یہ بو معدہ کے اندر پیدا ہوتی ہے اور مسواک سے معدہ متاثر نہیں ہوتا اس لئے روزہ کی وجہ سے پیدا ہونی والی خوشبو برقرار رہتی ہے لہٰذا مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مسنون ہے۔

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا حکم

صرف مسواک یا برش کے استعمال میں تو کوئی قباحت نہیں ہے البتہ ٹوتھ پیسٹ کے حلق میں چلے جانیکا اندیشہ رہتا ہے۔ اگر وہ حلق میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر احتیاط سے ٹوتھ پیسٹ استعمال کریں اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا مگر حلق میں جانیکا اندیشہ چونکہ پایا جاتا ہے اس لئے علماء کرام روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

روزہ گناہوں سے اور جہنم سے حفاظت کا ذریعہ ہے

حضور ﷺ نے روزہ کو ڈھال قرار دیا ہے۔ روزہ کے ڈھال ہونیکا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے روزہ دار بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ رمضان شریف میں شیاطین قید ہو جاتے ہیں لہٰذا روزہ کی بناء پر شیطان کے حملوں سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور روزہ رکھنے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ روزہ دار کو جہنم سے آزادی عطاء فرماتے ہیں اس طرح روزہ دار روزہ کی وجہ سے جہنم سے بھی بچ جاتا ہے۔ جس طرح ڈھال کے ذریعہ اپنے دشمن کے وار سے بچا جاسکتا ہے اسی طرح روزہ کے ذریعہ گناہوں سے، شیاطین کے حملہ سے اور جہنم سے بچا جاسکتا ہے۔ اس لئے روزہ کو ڈھال قرار دیا گیا۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں جب شیطان قید کردئے جاتے ہیں تو پھر لوگوں سے اور خاص طور پر روزہ داروں سے گناہ کیوں سرزد ہوتے ہیں۔ علماء کرام اسکے تین جواب دیتے ہیں:

۱۔ رمضان میں بڑے بڑے شیاطین قید ہوتے ہیں جب کہ چھوٹے شیاطین آزاد رہتے ہیں اور وہ لوگوں کے اعمال پر اثرانداز ہو سکتے ہیں۔

۲۔ شیاطین کے سابقہ اثرات کی وجہ سے بعض گناہوں کا صدور ممکن ہے۔

۳۔ انسان کا نفس بھی گناہوں کے صدور کا ایک بڑا محرک ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ان اعدیٰ عدوک الذی بین جنبیک یعنی تیرا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔ اس سے نفس انسانی مراد ہے۔ اور یہ چونکہ رمضان میں آزاد رہتا ہے۔ اور اسکے اثرات سے گناہ صادر ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ روزے کی مشق اسی نفسانی قوت کو دبانے کیلئے ہے۔

روزہ پر سکون اور باوقار رہنے کی مشق

حضور ﷺ متحمل مزاج اور باوقار انداز میں رہا کرتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی حلم و بردباری کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے یمن سے آنے والے وفد کے سربراہ اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان فیک لخصلتین یحبھما اللہ: الحلم والاناۃ: تمہارے اندر دو ایسی خوبیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتے ہیں: بردباری اور پروقار طرز زندگی۔ روزہ دار کو بھی حضور علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ وہ پر سکون اور باوقار انداز زندگی اختیار کرے۔ روزہ در حقیقت ایسی ہی صفات عالیہ سے متصف ہونیکی عملی مشق ہے اسلئے ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو جانا اور فوراً رد عمل کا اظہار شروع کر دینا روزہ دار کی شان کے منافی ہے۔ اور بھوک اور پیاس کی حالت میں طبیعت کی شدت اور تیزی میں کمی آجاتی ہے جسکی بناء پر تحمل و بردباری اختیار کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔ اخلاقی حدود سے گری ہوئی باتیں، جنسی گفتگو اور شور و شغب سنجیدگی کے منافی ہے اس لئے روزہ کی حالت میں اپنے آپ کو اخلاقی دائرے میں رکھتے ہوئے ان تمام معائب سے بچنے کا عادی بنانیکی کوشش کرنی چاہئے۔

رمضان کا آخری عشرہ

حضور ﷺ رمضان کے مبارک مہینہ میں اعمال میں اضافہ فرمادیتے، تلاوت قرآن کریم، نفلی نماز اور سخاوت و صدقات مالیہ کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ مگر آخری عشرہ میں تو عبادت میں بہت ہی زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔

آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا عشرہ ہے۔ اس میں لیلۃ القدر بھی ہے اس میں آپ ﷺ اعتکاف کرتے اور اپنی عبادت میں اضافہ فرمادیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل العشر شد میزرہ واحی لیلہ وایقظ اھلہ) متفق علیہ (

" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور خود بھی رات بھر عبادت کرتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی شب بیداری اور عبادت کی تلقین فرماتے"۔

لیلۃ القدر میں شب بیداری کا ثواب

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: لیلۃ القدر خیر من الف شھر ترجمہ: " شب قدر کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے" جو کہ تراسی سال چار مہینے بنتے ہیں گویا جسقدر اجر و ثواب تراسی سال تک شب و روز کی عبادت سے ملتا اور جسقدر روحانی ترقی نصیب ہوتی وہ صرف ایک لیلۃ القدر سے نصیب ہو جاتی ہے

ایک حدیث میں ہے: من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ماتقدم من ذنبہ) متفق علیہ (

ترجمہ: جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے لیلۃالقدر میں شب بیداری کرکے عبادت کی اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت امام بیہقی رحمۃاللہ علیہ نقل کرتے ہیں : لیلۃُالقدر میں حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت کو لیکر زمین پر آتے ہیں اور اس مبارک رات میں کھڑے یا بیٹھے ہوئے ہر عبادت گزار بندے پر رحمت نازل کرتے ہیں۔) شعب الایمان (

لیلۃُالقدر کی خصوصی دعاء

ترمذی شریف کی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو میں کیا دعاء مانگوں !آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعاء مانگو !
اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ
ترجمہ: ''اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں۔ معافی کو پسند کرتے ہیں لہٰذا مجھے معاف فرمادیجئے!''

اعتکاف کی فضیلت

اعتکاف گوشہ نشینی اختیار کرنیکو کہتے ہیں تاکہ عبادت میں یکسوئی اور خشوع وخضوع نصیب ہوسکے۔ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیس۔ تیئیس۔ پچیس۔ ستائیس اور انتیس کی راتوں میں سے کوئی بھی ایک رات لیلۃالقدر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اسکی تلاش میں آپ ﷺ اعتکاف کیا کرتے تھے۔ معتکف کی کیفیت ایسی ہوتی ہے جو خواجہ عزیزالحسن مجذوب رحمۃاللہ کے اس شعر میں ہے :

ادھر تو در نہ کھولیگا ادھر میں در نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے کہیں تیری کہیں میری

یا بقول شاعر:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اعتکاف بذات خود عبادت ہے لہٰذا معتکف سوتے جاگتے ہر حالت میں عبادت کے اندر شمار ہوتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس سے طبرانی و بیہقی نے نقل کیا ہے کہ ایک دن کے اعتکاف کے نتیجہ میں اعتکاف کرنیوالے اور جہنم کے درمیان ایسی تین خندقیں حائل ہو جاتی ہیں جن میں سے ایک کا فاصلہ آسمان وزمین کے برابر ہوتا ہے۔ دوسری روایت بھی حضرت ابن عباس ہی کی ہے کہ اعتکاف کرنیوالا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اسکے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کیلئے ۔اسکا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں رہنے کی وجہ سے معتکف گناہوں سے بچارہتا ہے اور جن نیک اعمال کا وہ عادی تھا اور اعتکاف کی وجہ سے وہ مسجد سے باہر جاکر اداء نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ اسے اعتکاف کی برکت سے بغیر عمل کئے ہوئے ثواب عطاء فرمادیتے ہیں۔

اعتکاف کی مخصوص عبادت

اعتکاف کیلئے حضور علیہ السلام سے کوئی مخصوص عبادت مروی نہیں ہے۔ البتہ قیام کی فضیلت ہے اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حالت اعتکاف میں نفل نماز کا بہت اہتمام کیا جائے۔ لمبی لمبی رکعتیں اور لمبے لمبے رکوع وسجدے کئے جائیں۔ قرآن کریم کی تلاوت ،ذکرواستغفار اور دعاء میں مشغولیت رکھی جائے اور قضائے عمری کے اداء کرنے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

رمضان کے روزے کی اہمیت

رمضان المبارک کے دن رات میں کوئی گھڑی ضائع نہیں کرنی چاہئے۔ خاص طور پر دن کا روزہ کسی حالت میں بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اسکا نقصان نا قابل تلافی ہے۔

ترمذی شریف میں آتا ہے: اگر کسی شخص نے بغیر کسی شرعی عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو ساری عمر روزے رکھ کر بھی اسکا ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بعض کام ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور وہ مایوس ہو کر روزہ ختم کر لیتے ہیں۔ روزہ کی حالت میں اگر ایسی کوئی بات ہو جائے تو صرف اندازہ یا شک کی بناء پر کوئی قدم نہ اٹھائیں بلکہ شرعی مسائل پر گہری نگاہ رکھنے والے کسی مفتی صاحب کے ساتھ مشورہ کرکے فیصلہ کریں۔ ہم ذیل میں ایسے چند مسائل ذکر کر رہے ہیں جو روزہ کے منافی نہیں ہیں۔ ان کے سرزد ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆روزہ کی حالت میں مسواک یا ٹوتھ برش کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا

☆احتیاط کے ساتھ منجن یا ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کیا جائے کہ وہ حلق تک نہ پہنچے تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بعض علماء نے اسے خلاف اولیٰ کہا ہے۔

☆سحری کے بعد پان وغیرہ کھایا جس کا اثر منہ میں موجود تھا۔ اسی حالت میں کلی کئے بغیر سو گیا اور آنکھ کھلتے ہی کلی کر لی تو روزہ مکمل ہو گیا۔

☆روزہ کی حالت میں تیل یا کسی دوسری دوا کی مالش سر اور باقی جسم پر کیجا سکتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ عطر یا کوئی بھی خوشبو روزہ کی حالت میں استعمال کر سکتے ہیں۔

☆ اگر بتی یا لوبان کی دھونی سے اٹھنے والا دھواں اگر خود بخود ہوا کے ساتھ حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

☆ ٹھنڈک حاصل کرنے کے ارادے سے بار بار غسل کرنے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا۔

☆ کپڑا بھگو کر سر پر یا باقی جسم پر لپیٹ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ پیاس کی اور گرمی کی شدت کم کرنے کیلئے اے سی یا ایر کولر سامنے بیٹھنے سے روزہ میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

☆ دانت یا جسم کے کسی حصہ سے خون جاری ہونے یا نکسیر پھوٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ گوشت یا نس کے اندر انجیکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆بچہ کو دودھ پلانے سے روزہ دار خاتون کا ورزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆منہ میں جمع شدہ لعاب نگلنے سے ورزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ نہر یا تالاب میں غوطہ لگا کر غسل کرتے ہوئے ریح خارج ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆روزہ کی حالت میں اہلیہ کے ساتھ لپٹنا چمٹنا یا بوس و کنار کرنا اچھی بات نہیں ہے مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ صبح صادق کے بعد غسل جنابت کرنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

☆خود بخود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اگر کمزوری محسوس کرے تو دیندار ڈاکٹر کے مشورے سے افطار کر سکتا ہے۔ بعد میں قضاء کر لے۔

☆ نیند کی حالت میں غسل واجب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆کان میں پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

روزہ ٹوٹنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ اس میں روزہ کی صرف قضاء کرنی پڑتی ہے۔دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ اس میں روزہ کی قضاء کے ساتھ کفارہ بھی ادا کرنا ہوتا ہے۔قضاء کرنیکا مطلب یہ ہے کہ اگرایک روزہ ٹوٹا ہے تو رمضان شریف گزرنے کے بعد کسی بھی مہینہ میں قضاء کی نیت سے ایک روزہ رکھ لیں اور کفارہ یہ ہے کہ روزہ کی قضاء کے علاوہ اضافی طور پر شریعت نے مالی خرچ یامزید روزوں کاجو حکم دیا ہےاسے پورا کریں۔

جن صورتوں میں روزہ ٹوٹنے پر صرف قضاء واجب ہوتی ہے

☆ مسوڑھوں کا خون اور مواد اندر چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔قضاء لازم ہے

☆ ناک میں دواڈالنایا کسی دوا کو اسطرح سونگھنا کہ ذرات اندر چلے جائیں مفسد صوم ہے۔قضاء لازم ہے۔

☆سانس کی تکلیف کی شدت کی صورت میں اگر In Hailer استعمال کیا تو روزہ باقی نہیں رہیگا قضاء لازم ہے

☆کان میں دواڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔قضاء لازم ہے،کفّارہ نہیں۔

☆بوس و کنار سے انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

☆اگر ایسی چیز حلق سے نیچے چلی گئی جو غذا یا دوا نہیں مثلاً کنکری یا ریت تو اس سے روزہ ٹوٹ جائیگا اور صرف قضاء لازم ہوگی

☆اگر کسی وجہ سے یہ سمجھا کہ روزہ جاتا رہا اور پھر قصداً کھا پی لیا تو قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

☆شدت پیاس یا شوگر یا کسی بھی دوسرے شرعی عذر کی بناء پر افطار کرلیا تو قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

☆کسی خاتون کو حالت صوم میں مخصوص ایام شروع ہوجائیں تو روزہ جاتا رہا قضاء لازم ہے۔

☆بادلوں کی وجہ سے یا گھڑی کے غلط ہونیکی وجہ سے یا قبل از وقت اذان کی وجہ سے روزہ کھول لیا پھر معلوم ہوا کہ وقت نہیں ہوا تھا تو قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

روزہ کا فدیہ

☆روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے جو تقریباً پونے دو کلو بنتا ہے۔احتیاطاً دو کلو گندم یا اسکی قیمت اداء کردیجاتی ہے۔

☆ قضاء و کفارہ یہ ہے کہ ایک روزہ قضاء کا رکھے اور مسلسل بغیر ناغے کے ساٹھ روزے کفارہ کے رکھے۔اور اگر بیماری یا کمزوری کی بناء پر ایسا نہ کرسکے تو ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام بھی میسر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ہوتے ہیں اگر بیماری کی وجہ سے بھی درمیان میں ناغہ ہوجائے تو نئے سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے البتہ خواتین کو اگر حیض ونفاس کی وجہ سے ناغہ کرنا پڑے تو اس سے تسلسل نہیں ختم ہوگا بلکہ باقی روزے ایام سے فارغ ہو کر مکمل کرلیں۔

جن صورتوں میں قضاء و کفارہ دونوں لازم ہیں

☆رمضان شریف کا روزہ قصداً بغیر کسی شرعی عذر کے اگر توڑ دیا تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہونگے۔

☆ روزہ کی حالت میں جماع کرلینے سے قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

☆حقہ یا سگریٹ پینے سے روزہ باقی نہیں رہتا قضاء و کفارہ لازم ہیں۔

جن صورتوں میں روزے کا فدیہ دیا جاسکتا ہے۔

☆اگر اسقدر بڑھاپا آچکا ہے کہ نہ روزہ رکھ سکتا ہے نہ یہ توقع ہے کہ وہ آئندہ روزہ رکھ سکے گا اس کیلئے فدیہ ادا کرنا جائز ہے

☆اگر شوگر یا اختلاج قلب یا کسی دوسری بیماری کی بناء پر روزہ نہیں رکھ سکتا اور مستقبل میں بھی روزہ رکھنے کے قابل ہونیکی امید نہیں ہے تو اس کیلئے بھی فدیہ دینا جائز ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ صحتمند ہونیکا احتمال موت سے پہلے پہلے موجود رہتا ہے اس لئے ایسے مریض کا فدیہ موت کے بعد ہی اداء کرنا چاہیئے۔
☆اگر اسقدر غریب ہے کہ فدیہ اداء نہیں کر سکتا تو استغفار کرتا رہے اور یہ نیت رکھے کہ جب بھی گنجائش ہوگی فدیہ ادا کردونگا پھر اگر نہ ادا کر سکا تو ان شاء اللہ گناہگار نہیں ہوگا۔ البتہ اگر اسکے وارث صاحب استطاعت ہوں اور اسکا فدیہ ادا کریں تو درست ہے

روزہ کے آداب

روزہ کی حفاظت اور اسکا پورا پورا ثواب حاصل کرنے کیلئے مشائخ نے چھ آداب تحریر کئے ہیں :

١۔ نگاہ کی حفاظت کہ کسی قسم کے لہو ولعب، ٹی وی یا ویڈیو کے غیر شرعی مناظر حتی کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے
٢۔ زبان کی حفاظت، جھوٹ، چغل خوری، غیبت، بدکلامی اور جھگڑے وغیرہ سے زبان کو محفوظ رکھیں۔
٣۔ کان کی حفاظت، ہر مکروہ چیز جسکا زبان سے بولنا ناجائز ہے اسکا کان سے سننا بھی ناجائز ہے، گانے وغیرہ اور غیبت و چغل خوری جیسی تمام بری باتوں سے اپنے کانوں کو محفوظ رکھے
٤۔ باقی اعضاء بدن کو بھی حرام سے بچائے مثلاً ہاتھ سے کوئی ناجائز کام کرنا یا نامحرم کو چھونا اور پاؤں سے ناجائز چیز کی طرف چلکر جانا۔
٥۔ سحری اور افطاری کے وقت حلال مال سے بھی پیٹ بھر کر نہ کھانا۔
٦۔ روزہ رکھنے کے بعد بھی امید و خوف کا دامن تھامے رکھنا۔ کہ میرا روزہ تو اس قابل نہیں کہ قبول ہو البتہ مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے قبول فرمالے تو اس کی عنایت و مہربانی ہے۔

احترام رمضان کا سبق آموز واقعہ

حضرت اقدس والد صاحب الحاج مولانا حافظ جان محمد خادم صاحب رحمۃاللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ غیر منقسم ہندوستان میں ایک ہندو کا انتقال ہوگیا۔ کسی بزرگ نے خواب میں اس ہندو کو جنت میں دیکھ کر تعجب سے پوچھا کہ تم مشرک ہونے کے باوجود جنت میں کیسے پہنچ گئے۔ اس نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ تھا اور میرا بچہ بازار میں کچھ کھا رہا تھا میں نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے ایک چپت رسید کی اور کہا کہ مسلمانوں کا مقدس مہینہ ہے۔ تمہیں اسکا احترام کرنا چاہیئے میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اسقدر پسند آیا کہ مرتے وقت میری زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوگیا اور مجھے ایمان کی دولت نصیب ہوگئ جسکی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت عطاء فرمادی۔ اس واقعہ سے آج کے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ رمضان کے مبارک دنوں میں ہوٹل اور کھانے پینے کی دکانیں بالکل بند رہیں بلکہ گھروں کے اندر بھی معذورین کی ضروریات رات کے وقت ہی تیار کردیجائیں اور دن میں چولہا نہ جلایا جائے۔

☆......☆......☆

ایک عبرت ناک واقعہ

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی، ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں، صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ انکے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اسمیں قے کرنے کا حکم فرمایا، دونوں نے قے کی تو اس میں سے گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا لوگوں کو حیرت

ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ شانہ کی حلال چیزوں سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔

جامعۃ الحرمین الاسلامیہ نواب کالونی اتحاد ٹاؤن کراچی داعیٔ قرآن مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ کا قائم کیا ادارہ ہے۔ چار سو طلباء قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ نیک دعاؤں اور تعاون میں یاد رکھیں۔

03009264709